



”بھیا میر سے  
چھوٹا بن کون بھلا  
بھما میرے  
راہمی کے بندھن کو بھا۔“

”یا خدا۔ الوہی بھی کی الپ۔“  
”میں نے چڑکے چینل چینج کیا۔ دبرے چینل پر  
براجد باتی انڈیں ڈرامہ لکھا رہا۔“

ایک خوب رو بانکا جیلا سالز کا کسی تازک سی لڑکی کا  
ہاتھ رکھوں میں لیے بڑے جذب کے عالم میں  
ڈانہ لگ جھاؤ رہا۔“

”رکھنا۔ میں تمہارے قدموں میں سارے  
سنار کی خوشیاں ڈھیر کر دیں گا۔“  
تمیں گھنول سے  
لاد دیں گا۔ تمہاری زبان نے نکلنے سے پسلے تمہاری ہر  
”اچھا تو ری کروں گا۔“

”آفرن ہے بھی۔“ میں نے متاثر ہوتے ہوئے  
کہا۔

”کچھ بھی کر سکتا ہے تمہارے لیے تمہارا بھیا!“  
”دھت تیرے کی۔“ اگلا ڈانہ لگ سنتے ہی میرے  
منہ میں رستہ بھر گئی۔

”تم چناتا کرنا بہنا“ میں تمیں۔“

### تلولیہ

میں نے اس کی بکواس پوری سے بغیر ہی چینل چینج  
کر دیا۔ اس بار پاکستان چینل نکلا۔ ہندوستانی میدیا تو  
راہمی کے تواریخ میں مست تھا۔

”تمیں شرم نہیں آتی ایسی خود غرضی و کھاتے  
ہوئے۔“

بمار بیکم بیصل قریشی پر برس رہی تمیں اور فیصل  
انتالی بے صبری سے اپنے ڈانہ لگ کی باری کا انتظار  
کر رہا تھا۔ بے چینی اس کے گول مژوں ڈھیلے گاول  
والے چڑے سے ہویدا تھی۔ شاید اسے اُنی  
ریکارڈ ٹنگ پر جانے کی جلدی ہو۔ کل والی قسط میں  
اپنی ہیروئن سے روزانہ ڈانہ لگ بولتے ہوئے  
بھی جیسے ٹرین پر سوار تھا۔ ایک دن میں دس شوونگو  
کرنے پر کی حل ہو گے۔

”تم میرا خون ہو کراتے خود غرض کیسے ہو سکتے ہو؟“

ڈیزائن مکنہ چاہیے اور ریلیک کی وجہ سے دو گھنٹے بھی لگ سکتے ہیں۔

”کون سارہز روز د گھنٹے لگاتے ہو۔ مجبوری  
کے بتارہا اپنے بس کو۔ آخر اس کے گھر بھی ماں  
بیشیں ہوں گی۔ بنوں ہوا لے اتنا لیٹو کرتے ہیں۔“

”بیلے رک्षے میں کیوں نہیں آھائی؟“ جنگل کے میں نے کہا ضرور مگر ساتھ میں وہ واقعہ داد آگیا جب اپنی سیمل کے گھر جاتے ہوئے وہ کسی نہ کسی طرح رک्षے میں سما تو آگئی تھی مگر نہ لٹکے کاراستہ نہ مل رہا تھا۔ اس دن پورے بزرہ زاری بلاک نے یہ ایک نمائشداری کھما تھا۔ بیلے نے اس کے بعد بزرہ زار والی سیمل کے گھر جانا چھوڑ دیا اور جب سیمل نے یہ لچکس رواد کانج میں سب کو نمک منج لگا کے سنائی تو سیمل تو بھی چھوڑ دیا۔

"اور یہ دوپٹسے عقیلہ کی سمن آبادوالی سیلی کو  
یتے جاتا۔ سمن آباد تو اقبال ناؤں کے راستے میں ہی  
اتا ہے تا۔ سیاں کے لیے کوئی اور بہا اسوجا ہے تم  
نے"

”میں کیا کوئی ردا لا ہوں جو سارے شکر میں  
مور سائیل دوڑاتا باکست سے پارسل نکال کر  
لیوری کرتا ہوں۔ پہلے ہی میں اُس سے لیٹ ہو رہا  
ہوں۔“

”تو شو وی کھا کو من سویرے دود دکھنئی دی۔“  
وہ صریح مبالغہ کرتی چلی گئیں اور میں باسکٹ  
خہائے ان بارہ منٹ کو کوستا باہر نکلا جو میں نے لی وی  
کے سامنے گزارے تھے۔

مجھلہ، باجی سب سے بڑی تھیں۔ سب سے  
محول ہوتیں تب بھی بڑی ہوتیں۔ ان کے اندر ایک  
دی لی تھیں۔ سب ان کی سمجھداری سے متاثر تھے  
ورثو اور ای ابھی اپنی اس بڑی صاحبزادی سے  
رعوب تھے۔ ان کو شادی کے بعد چونکہ شادی شدہ  
ور کامیاب گھرستی خاتون کا ائمیش بھی مل چکا تھا،

۱۰۔ ملکہ بیوی اور ملکہ ایک پتھری۔ ۱۱۔ ملکہ ایک پتھری۔ ۱۲۔ ملکہ ایک پتھری۔ ۱۳۔ ملکہ ایک پتھری۔ ۱۴۔ ملکہ ایک پتھری۔ ۱۵۔ ملکہ ایک پتھری۔ ۱۶۔ ملکہ ایک پتھری۔ ۱۷۔ ملکہ ایک پتھری۔ ۱۸۔ ملکہ ایک پتھری۔ ۱۹۔ ملکہ ایک پتھری۔ ۲۰۔ ملکہ ایک پتھری۔

۱۰۔ ہمیں اہل مراہل کی بیماریاں ہیں؟  
۱۱۔ سوالِ ملکا، یاں کون کسی ہیں؟“ میں چیز کے کھتا  
۱۲۔ ہمیں نے ملور پر کھاں لی کھاں گئے یہ بادر  
۱۳۔ ہمیں آنکھاں، نارخ کچھ غیر اخلاقی سست مژربا ہے۔  
۱۴۔ ہمیں کسی کوئی محنت دی کر کے بھینجے والا چیز  
۱۵۔ ہم کھرتے ہوئے کڑھی کا ڈونٹا گی مرے  
۱۶۔ ہم اہم تساں۔

”میں اناہل۔ لاہمی سرے سے کسی کو بھینجے والی  
ایسا ہیں۔“  
”اپنے لارے۔ تمیں کیا پتا کہ میں کتنی۔“  
الہن۔ سما کہ وہ کڑھی کے طبعی فوائد و خصائص  
امکن، اُن ذاتیں میں نئے وہ گرامکرم ذوق نکالنے  
اگاہ را۔

”اے آتا ہوں۔ دے آتا ہوں لیکن امیں بادونگا  
انہا سماع کیسے لے کر جاؤں گا۔“

"اے ہائیکٹ لوہا۔ اس میں رکھو۔" آنسوں نے  
لے گئے۔ میں ہائیکٹ کی نوکری میں ڈونگا کھا۔ اور یہ فیڈر  
ایام۔ بھول گئی تھی۔ یہ اور رکھ دتی ہوں۔ راستے

"اس کا گھر رہتا ہے دیتے آتا۔"  
"کس کے راستے میں؟ نہ میرے آفس کے راستے  
نہ سبھلہباجی کے گھر کے راستے میں۔"

”بیلے کے نانجے کے راستے میں۔“

"اے بیوی علیہ کافی کام سے آکیا درمیان میں؟"  
"اس کا دین والا جھٹپتی ہے۔ اسے تم نے ہی لے

"الآيات" "النکارة" "تفہم"

”فَنَمْرُوكَزَارَ لَيْ آتَا۔“

لے کر اپنے بھرپور سے آفرانی کے لئے اک

سے صرف گیارہ مینے چھوٹی نبیلہ کو بھے سے تین سال  
چھوٹا کرو یا مگیا۔ حالانکہ وہ موٹو اپنے ڈیل ڈیل اور  
کرنٹ نہیں نقش کی وجہ سے بھے سے بڑی ہی لٹن  
تھی۔ خیر پاچ چلپا یہ کزو اگھونٹ بھی لی لیا۔  
تھا۔ ایک ہفتہ بعد میں بے نال بے کام تھا۔

کو بہباد بب جو بونی اور ییرے والینی کی رہ  
کر دے ترتیب کچھ یوں ہے کہ سب سے بڑی سبقت  
بایتی، ان سے ایک سال چھوٹی راحیلہ آپی اور ایک عا  
سال چھوٹا میں۔ (حالانکہ میرے اور راحیلہ آپی میں  
پورے سائز ہے پائیں سال کا فرق ہے) مجھ سے لا  
سال چھوٹی عقیلہ اور تین سال چھوٹی بیلیسی یوں میں  
تو فی الحال چوبیں برس کا ہوں، تکرا سیں، تیس سالا۔  
راحیلہ آپی صرف پیکیں کی ہو گئیں۔ اور پیکیں  
سال کی عقیلہ بیا میں برس کی رہ گئی، بے چاری۔ جبکہ  
نبیلہ الیسویں سال میں ہے اور ابھی پرسوں میں نے  
ای، بُو کو سر جوڑ کے یہ ڈسکس کرنے سنا تھا کہ اب ہر  
آئے گئے کو نبیلہ کی عمر انہمارہ سال بتائی جائے گی۔ نہیں  
میں نے بھائے وہ مجھ سے چھ سال چھوٹی ہونے والی ہے  
در اصل اس کا وزن اور جسامت تو کسی سے کم ہونے  
سے رہتی۔ ایک عمر ہے جس پر بس چلتا ہے اور وہ کم  
کوئی جاتی ہے۔

\* \* \*

کرے سے نکتے ہی ای سے ناکراہوا۔ وہ ذہیر  
ساری پہلائیات اور ذہبے لے کر شاید میری ہی تاک میں  
بیٹھی ہیں۔

”ہوئی تمہاری بی وی یا ترا۔“  
انمیں صرف تاک میں بیٹھنے کا ہی نہیں۔ تاک  
تاک کر جملے کرنے کا ہنر بھی خوب آتا تھا۔

”کب سے تمہارے انتظار میں بیٹھی ہوں۔ اب  
اگر زرا بیرون کی مندی اتار کے گمرا سے نکلنے کی ہے۔  
کہاں لے ہے تو یہ کڑھی زر اس جملہ کے پیل دیتے آؤ۔  
انہوں نے گرم گرم ڈوزگا میرے ہاتھوں پر رکھا۔  
میں سی کرتے ہوئے ڈونگا نیل پر رکھنے کے بعد  
جلتی ہتھیار ملنے گا۔

کیے یہ بھول سکتے ہو کہ ماہین تمہاری اگلوتی بنے ہے؟

”لا جوں ولایت“ اب میں باقاعدہ کر رہا تھا۔  
”اس کے گھر کو خطرے میں ڈال کر تم اپنی دنیا  
سما نے۔“

”بھیتے ترے سلی، نہ رو دی ہے فیصل بھائی!“  
 چینل چنچ کرتے ہوئے میں نے فیصل قیسی کو  
 غائبانہ سلی دی۔ ”تمارے دکھ میں، میں برابر کا۔  
 بلکہ ستر ٹھیڈ پار نر شپ کے ساتھ شریک ہوں۔“  
 اس بار احتیاطاً میں نے اسپورٹس چینل رکھایا اور  
 زرا آنکھیں سکوڑ سکوڑ کے رکھنا چاہا، میں اسٹینڈم میں  
 شعیب اختر یا شاہد آفریدی کی ہمیشہ مگن تو نہیں  
 بیٹھیں۔

مکن بڑی اور ایک چھوٹی سی تیرہ۔  
”اگرے شرم کرو چھوٹی ہے نبیلہ تم سے...“  
”مکمل ہے شرم نہیں آئی۔ بڑی ہے عقیلہ تم  
”

لوجی بات ہی ختم۔ اب اگر نبیلہ کی سب سے  
چھوٹی اور عقیلہ مجھ سے بڑی ہے تو اس میں شرم کرنے  
والی کون سی بات ہے ویسے بھی یہ عقیلہ بی بھی  
خوب ہیں۔ مل چاہتا ہے تو چھوٹی بی جاتی ہیں، مل  
چاہتا ہے تو بڑی بی جاتی ہیں، عمر کے پسلے پندرہ سال  
تک مجھے کی پایا تھا کہ معجلہ باتی، راحیلہ آئی اور  
عقیلہ مجھ سے بڑی ہیں۔ چوتھے نمبر پہ میں اور آخر میں  
نبیلہ موٹھ لیکن جیسے ہی میں پندرہ سال کا ہوا۔ قدم  
پائی غفت دس اونچ تک نکال آیا۔ اچانک مجھ پر  
اکشاف ہوا۔ بلکہ یہ اکشاف مجھ پر کیا گیا کہ عقیلہ  
بھی مجھ سے چھوٹی ہے، پورے دو سال، ابھی میں یہ  
چھوٹی ہضم نہیں کر پایا تھا کہ اگلے تین سالوں میں مجھ

اس پیسے یہ مروع بیت عقیدت میں بدل چکی تھی۔ ہر چھوٹے بڑے مسئلے میں ان سے رائے طلب کی جاتی اور رائے یا مشورے کا تو محض نام ہوتا۔ وہ کبھی رائے نہیں دیتی تھیں۔ مشورہ دنباہی ان کی شان کے خلاف تھا۔ وہ سیدھا فیصلہ ناتھی۔ ہمارے تینی پیزہ ملک چیزے گھر کے لیے وہ امریکہ چیزے پر یاد رکاروں ادا کرتی تھیں۔ اپنے گھر بننے یعنی ذوری پہلایا کرتیں۔ میں کلچ میں کون سے۔ بجیکش رکھوں گا۔

ریڈارٹ کے بعد ابو زادی مکان کی ہاؤسینگ کالونی میں تعمیر کریں گے۔ اس کا رقبہ اور نقشہ کیا ہو گے۔ حتیٰ کہ کس کمرے کی دیوار پر کون سے رنگ کا پینٹ ہو گا۔

راحلہ آئی کے لیے رشتہوں میں سے کون سارہ شہ  
بستر ہے۔ ان کو جیزی میں کیا پکجھا ملے گا۔

پارٹ کے لیے کون سا بیل بک کروایا جائے گا۔  
مُریکو-شہن کے بعد عقلمہ نس کورس میں داخلہ  
لے کر اپنا فارس وقت استعمال میں لائے گی۔

بیلے کا داخلہ کس کانج میں کروانا ہے جس کا ماحول  
بستر ہو، مجھے کس دفتر میں کون سی جاپ کرنی ہے  
 حتیٰ کہ آج کیا کے گا۔ یہ بھی اسی بلا تاثر فون کر کے  
 ان سے پوچھتیں اور وہ ہمیشہ اپنی پسند کے پکوان  
 بتاتیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ ڈونگا بھر سالن ان کے باں  
 تھے آنکھیں سکے

اور تو اور ابو یہ بھی لن سے ہی پوچھتے کہ ان کے  
واش روم کا نکالیک کر رہا ہے، شرکاؤں سا پلپر تاکلی  
اعمار سے۔

نجمیں ان کے شوہر تھے ترس آتا۔ جو بے چارہ چوپیں  
میں سے سولہ گھنٹے ان کے ساتھ گزارتا تھا۔

بے چارے اس بھائی حلن تو جمائی لینے سے پسلے یہ  
بھی باجی سے پوچھتے ہوں گے کہ منہ کس زواں سے  
ورتئے سونہ میرٹک کھولیں ۔

سچھیلہ بابا جی کے دو بچے تھے۔ آئندھ سالہ زرشن اور  
پانچ سالہ نعمان، جب سے نعمان بھی اسکول جانے لگا  
نعمان کا میکے آنا ہفتہ واڑ ہو گیا تھا۔ اور شنبھے بھی تب

سے ہی اپنا بھانجा اور بھانجی پیارے لگنے لگے تھے  
دوسرے نمبر پر راحیلہ آپی تھیں۔ ان کی شادی کو  
تین سال ہوئے تھے اور سوا سال کا ایک گل گو تھا اسما  
بیٹا تھا ان کا۔ بالکل نبیلہ جیسا راحیلہ آپی کو منجیلہ  
باجی کی طرح ہر ایک پر حکم چلانے پا سکے معاٹے  
میں زبردستی تھے کی عادت نہیں تھی۔ لیکن اس سے  
بھی زیادہ تکلیف وہ عادت تھی انسیں۔ اور وہ تھی  
زبردستی سب کو اپنے معاملات میں گھسانے کی۔  
شروع سے ہی وزرا اور اسی بات پر گھبرا جاتیں۔ ہاتھ پر  
پھول جاتے۔ بیرولی امداد طلب کی جاتی۔ شادی کے بعد  
یہ عادت عورج پکڑ گئی۔

شادی کے لیے بھی انسوں نے بڑا اور بلا مچایا۔ ان  
کی صد بھی کہ اگر ان کی شادی اتنی ضروری ہے تو ان  
کے لیے کسی گھر داماد کا انتظام کیا جائے اسی، ابو شاید  
ان کے رونے دھونے کے آنکے گھنٹے نیک کریے صد  
بھی مان لیتے، مگر منجیلہ باجی کے ہوتے یہ ناممکن تھا۔  
وہ گھر داماد کے سخت مختلف تھیں۔ کسی نہ کسی طرح  
راحیلہ آپی رخصت ہو گئیں، مگر ان کے منائل اور  
بریشاں ہمارے گھر سے رخصت نہ ہو سکے یا تو ہفتے  
کے پانچ دن وہ خود بہاں ہوتیں، کسی نہ حل طلب مسئلے  
کو لے کر یا پھر جب ورنہ ہوتیں تو ہمارے فلن کی  
گھنٹی بھتی رہتی۔

عجیب عجیب سے مسائل تھے ان کے  
کام وال بدمتازی سے بات کرتی ہے  
کدو خراب نکل آئے  
کر لیے اتنا دھونے کے بعد بھی کڑوے پکے  
حکومت نہیں گلی رہا۔ کیا کروں ؟  
شاید کی شرمندی لفڑنگ سے نہیں گلی۔  
سارے کے سرگے درد کو آرام نہیں آتا۔  
ہمارے اپنی آواز میں بلی وی لگاتے ہیں۔  
پھر بینا ہونے کے بعد نیلی میں اضافے کے ساتھ  
ساتھ اس کے مسائل میں بھی انوکھے اضافے  
ہوئے  
۔ فیدر نہیں مل رہا۔





میں نے چھپ کر ویکنہا چاہا، ان تعریفوں سے آئے  
والے مہماںوں کا رٹ عمل کیا ہے۔ ضرور ان کی آنکھیں  
مارے جیرت پا، دشت کے باہر انہی ہوں گی کہ  
یا خدا اہم لڑکی دیکھنے آئے ہیں یا ہر قوم مولا سے ملنے۔ مگر  
وہیں جائیوں کے بیکارڈ توڑے جا رہے تھے، جیسے  
اسیں ان تمام خصوصیات اور تعریفوں سے لکھے برابر  
دیکھی ہو۔  
”درستی کا تذکرہ کتنا ہے؟“

ایک عورت نے باتی کی بات ملٹ کر بوجھا۔  
سعیلمہ سایجی نے اس نامعقول سوال پر تھوڑا بدمختی سے  
گھورا۔ سکرپچر زردوستی کی مسکراہٹ کے ساتھ جواب  
دیا۔

”پانچ فٹ چار لائچ۔“  
”ہمارا بھائی چھ فٹ کا ہے۔“  
”ہمارا بھائی بھی چھ فٹ کا ہے۔“  
ہیش کی مقابلے باز سعیلمہ سے چپ نہ رہا کیا اور وہ  
ان کے بھائی کے مقابلے پر فخری بمحضے لے آئی۔  
”جھا۔ کیا کرتا ہے؟“  
”عمر کیا ہے؟“  
”کس سے چھوٹا ہے، کس سے بڑا ہے؟“  
”تو کری کون ہی ہے؟“  
بیزار شکل میں بنا کے بیشمی تینوں عورتیں یا کیک  
وچکی دکھاتے ہوئے سوال پر سوال کرنے لگیں۔  
”میر غقیلہ کے بارے میں نہیں۔ میرے بارے  
میں۔“

میں جسے گھر میں کبھی مکھاں نہیں ڈالی تھی۔  
یہیں سیروں کے حلب سے گھاس نہیں دیکھ کے  
کھانے، بلکہ چڑنے کے لیے بے چین ہو کیا۔ فوراً  
اندر قدم بھایا، پھر پناحلہ دیکھ کر پیچھے ہٹالیا۔

آفس سے آتے ہی تک نہ کسی کام میں جتنے رہنے  
کے بعد اور اب دیڑھ فٹ سے کوشت مرغی کی روکاؤں  
میں خوار ہونے کے بعد میری حالت اس قابل نہیں  
تھی کہ میں مہماںوں کے سامنے جا سکتا۔ ہو سکتا ہے  
میرے سلام کے جواب میں دہ کہتیں۔

”شرف نہ رے انھا کے لے جاؤ۔“  
میں الماری سے استری شدہ شلوار سوت نکل کر  
شادر لئنے بھاگا۔ اور گلے بالوں میں کنکھا پھیبری رہا۔  
جب ان کی گاڑی اشارت ہونے کی آواز آئی۔ میں  
فوراً کر کے بارہ نکلا۔

”مہمن چلے گئے؟“  
”خس کم جہل پاک۔“ باتی نے دنوں ہاتھ  
جھاڑے۔

”کسے یہ غیرت لوگ تھے۔ بے شرم۔“  
ای کے بھرپر میں نہ اونکا بونگا سوال کیا۔  
”میلو لیس پن کے آئے تھے؟“  
مگر میرے سوال کی وضاحت دیتا کسی نے ضروری  
نہ سمجھا، اور برے برے موڑ کے ساتھ ای اور باتی  
اپنے کر کے میں گھس گئیں۔  
”خالا! کارنون لکاریں۔“  
”خالا۔ خال۔“

زیر میں اور سلمان کے شور مچانے پر اپنے کرے  
میں دوبارہ مرتے مرتے میں نے رُک کر دیکھا۔ دنوں بہہ لے الٹرا، اڑا کرہا۔  
سوئے پتتی بیشمی عقیلہ کو جھنجور جھنجور کے کرے  
”ہا، اہماں،“ کیا ہے قریانی کے لیے۔  
”ہے تھے نہ کرو جیسے سکتے میں تھی۔“  
میں نے پہلی بار غور سے اسے دیکھا۔  
ڈیگر سارے اوصاد کی ہالک۔

لی اپے پاس سے شاسترے خوش گفتار سے ہاتھ میں  
ذائقہ الطواریں سیقی۔ خوش لباس۔ ہر قن میں  
طاق، میری پچیس چھیس سالہ بسن صرف درمیانی  
قامت کی ہالک نہیں تھی۔ اسے ہر چیز درمیانی لی تھی۔  
اچھا۔ نہ سانول۔ میلا سارنگ۔ جو سرویوں  
میں ذرا انکھ کے گندی ہو جاتا، مگر آج کل گرمیوں میں  
ہو لا جائیں آئی تھیک ہے کہ ابھی میں جو میں سملی  
مرحایا ہوا سارتا۔ معمولی تین نقش۔ بمشکل  
کام ہوں تک آتے ٹلے بلے۔ تھیخ کر بھائی چوٹی نے  
ما تھا چوڑا کر دیا تھا۔ مانگ قدر تی طور پر بے حد چوڑی  
لے گئی تھی۔ میں تھا اکادتا کلوٹا۔ کیا میری ابی  
ہو چکی تھی۔  
اور سے آئے وین رجیکٹ ہونے کی ازیت اس  
کے ہر نقش پر رقم تھی۔

یہ خیال آتے ہی میرا اپنا منہن گیا۔  
”ویسے اپنے سر پر سرا دیکھنے کا تو میرا دل بھی نہیں  
کرتا۔ سراڑاں کے انسان عجیب گھوڑی اور کھاڑک لگتا  
ہے۔ لیکن بغیر سب سے کے ہی سی۔ ان کے دل میں  
فطری خواہش ہوئی تو چاہیے میری شادی کی۔ کتنے  
بھائی جانوں کو جانتا ہوں خاندان میں۔ جن کی دل نہیں  
کئی سالوں کی تلاش بسیار کے بعد دریافت کی گئی۔  
کئی ایک کی اب تک تلاش جاری ہے۔ یہاں ابھی  
تلاش کا آغاز بھی نہیں ہوا۔ تو انعام۔“

\*\*\*

”ہمایوں! اذر ابھی امار کلی تو ہے جانا۔“  
”وہوں بعد ہی عقیلہ سب کچھ بھول یہاں گئی۔  
بھتھے اسے انکار کلی لے جانے سے بھی کوئت ہوتی  
تھی۔ وہاں جا کے اس کے رہی مار کیس سے جو پرانے  
رسالے چھانٹی کرنے میں جو دُن تھنے ضائع کرنے  
ہوتے تھے، وہ میرا دُل کلو خون جلا کے غلائی کر دیتے  
تھے۔

پہلے اسے رسالے پڑھنے کا شوق تھا۔ اب بھی  
ہے، اور یہ شوق ہر میںے آئے والے نئے رسالے پورا  
کر دیتے تھے، لیکن یہ جو نیا، نیا شوق چڑھا تھا اسے  
رسالوں میں انسانے تاول بھیجنے کا دہ پرانے رسالوں  
کے ذریعے ہی پورا ہو سکتا تھا۔ ایسے رسالے جن میں  
لکھنے والیاں اب مٹی ہو چکی تھیں۔ اور ان کو پڑھنے  
والیاں اب دوائی مونے شیشے کا چشمہ لگانے کے بعد  
بھی پڑھنے کے قابل نہ رہی تھیں۔ کے پاچلا تھا کہ  
کون سی کمالی من باشہ کے یا سن انتہر کے کس  
شارے سے نکالی گئی۔

ویسے وہ کمالی جوں کی توں نہیں جاتی تھی۔ اپنی  
مرضی کی بتتی تبدیلیاں بھی کر لی گئی۔ اور یہ  
تبدیلیاں ضروری بھی تھیں۔ مثلاً ”جمال جمال  
ہیروئن“ کے بیل باشم اور گھونڈ نما جوڑے کا بیان  
ہوتا۔ وہاں وہ کپڑی اور بلوڈ لائی بالوں کا ذکر کر دیتی۔  
جمال جمال ہیروئن کا آئینڈیل وحید مراد اور ستوش جیسے

ہیرو ہوتے، وہیں وہ آئیں۔ جملہ خصوصیات ملی فقر اور حان ابراہم میں تبدیل کر دیتی۔ جہاں جہاں ہیرو چیک گٹ اور لال رنگت والے پاجائے میں لمبیں ہوتے وہیں وہ اس کا لباس رنگت اڑی جیز اور اسکن ناٹ شرٹ میں بدل دیتی۔

ماشاء اللہ خاصی کریں اینوں تھی۔

غم جھجھے اس کی کری اینوں میں سانچے دارے کا شوق نہیں تھا، اس لیے انکا ساجواب دے کر باہر نکل گیا۔

میں نہیں جانتا تھا کہ عقیلہ کو مایوس کرنے کا انجمام میرے لیے اتنا مایوس کرنے ثابت ہو گا۔

وابسی پ سعیدہ بائی۔ راحیلہ آپ نبیلہ، اسی اور ابو سب لوگ تیوریاں چڑھائے نظر آئے۔ راحیلہ آپ کی تیوریوں کے ساتھ ساتھ اشک بھی سجاوٹ کا حصہ تھے۔

”تمیں اتنا بھی خیال نہیں کہ عقیلہ پلے، ہی کس خذباتی کیفیت کا شکار ہے، اس پر تم نے اس کا مل توڑ دیا۔“

”کیسی جذباتی کیفیت سعیدہ بائی کے الزام میں شش ونچ میں پڑ گیا۔ امار کلی جانے کے لیے وہ نک سک سے تیار چکتی ہوئی آئی بھی میرے سپاس۔“

”اور کیا تم لوگ ہیں اس کا مل دکھانے کے لیے جو تم اکادتے بھائی ہو کر اس کام میں پیش پیش ہو۔“

”باجی، اسے تو ہنوں سے ذرا محبت نہیں۔“

یہ راحیلہ آپ تھیں جو رو رو کے گواہی دے رہی تھیں۔

”اس دن بھی یہ علی کافیڈر۔“

”یا اللہ۔ اس ایک فیڈر کا طعنہ دیتا آپ چھوڑ کریں نہیں دیتیں۔ میں فیڈر غلطی سے راستے میں مکرا آیا اس کا صدمہ آپ کے مل سے نہیں جا رہا، لیکن پوری مونہار کیتھ چھان ماری فیڈر تلاش کرنے میں جو دوختنے میں بنے برباد کیے اس کا احسان کسی کو نہیں۔“

”ویکھا باجی،! میں اور بھائجے کے لیے ذرا سی

زحمت اسے وقت بردا کرنا تھتی ہے۔“ وہ حازم، مارنے لگیں۔

”اوی پیچہ! میری اپنی بھی کوئی زندگی ہے۔ نہیں بھی کوئی پروگرام ہو سکتا ہے۔ مجھے ایک دوست میں ساتھ ضروری جانا تھا شاپنگ کے لیے سفتے میں ایکا چھٹی ہوتی ہے اس میں بھی آوحادن آپ کے سامنے اتوار بازار میں بزیاب یتے اور گھر کے چھوٹے بھائی کا منہانے میں گزر جاتا ہے۔ بھی مجھے صاف کر دیا ہیں، بھی جانے اتروانے ہیں، بھی کسی کی کمرے کا فرنیم اور ہر سے ادھر کرنا ہے، شام و چونق تھا حق ہے مجھ نہیں۔“

بڑے دنوں بعد میں کھل کے بولائے احتیان، ایسے دورے مجھے وقا ”فوقا“ رہتے رہتے تھے، پھر اور باتی کے مناسب علاج کے بعد عرصے تک اپنے بھائی کا رہتا۔

”بھم بھی چھٹی واپسے دن اکٹھے ہوتے ہیں۔“ بھی مل چلتا ہے کہ اگر ہم اپنا گھر یا رچھوڑ کے آتے ہیں تو ہمارا بھائی ہمارے لیے وقت نکالے۔

”لیکن آپ لوگ مجھے پاس بیٹھنے کب دیتے ہیں۔“ اسی میں اہل سادھان کے حضور و مکھنا پسند کرتی رہتے ہیں۔“ کام سے تو کبھی اس کام سے دوڑیں لا دیں،“ میں اہل سی، بھتی اسٹری ہمالی جان کے رہتا۔

”چھلیں عقیلہ اور نبیلہ کی حد تک تو نمیک ہے۔“ میرا ملہماں کی جان کے سامنے زبردستی مذوب باجی اور آپ کو میرے آمرے کی اب کیا ضرور۔

”ہے اسے سر تھوں کو بھی زحمت دے لیا کریں۔“ یہ سن کر راحیلہ تو سر پکڑ کے ایسے پچھاڑیں ماریں۔ میں خوشبو میں سوچتے پھر رہے رونے لگیں کہ ائمہ کی پناہ۔

”ویا اللہ نیں المیمان سے کچن میں عقیلہ کے البتہ باجی نے آڑے با تھوں لیا۔“

”سنایی آپ نے۔ بھوپال کا تو مان کیا رکھ کر کے“، ”ہے جان،“ لانگ پاؤان دیکھ اور سونگھ رہا تھا، ”آپ نے بھنویوں کا لحاظ بھی نہیں۔“ شکر ہے آج اسٹری،

”نمیک۔“ ورنہ اتنی بے عزتی کے بعد توبت،“

”میں نے سامنا کرتی اپنے شوہر کا۔“ بھر سے تو،

”آپ نہیں ملیں میں تماشا کھوں۔“

”اوی،“ درکش روک لیا ہے۔

نبیلہ نے آکے اپنی بیٹت کیا۔

”بائے اللہ! چھوٹے بچوں کے ساتھ رکشے پر؟“ تھا اسے اب نہیں ہے۔

”آن کو پہاڑلا کہ سمجھ لے۔ آپ بچوں کو لے کر رکشے کے گھر گئی ہیں۔“

”وہ سنورتے کب ہیں؟“ میں نے فنگر فرش منہ میں ڈالتے ہوئے ابو کے بارے میں بھی غائبانہ گستاخی کی۔

”اس بارہہ سنوارتے گے۔“ تھا احیلہ۔“

ایسے چبا چبا کر کہا اور میرے کاندھے پر دھپ لگائی۔ اسی وقت رکشے اشارت ہونے کی آواز آئی۔

”جاو۔“ رکشے کے پیچھے موڑ سائیکل لگا۔ اللہ جانے مردار کیا ہو رکھتے والا۔ اکملی عورت اور چھوٹے بچے دیکھ کے نیت نہ خراب گر لے سمجھدے۔

”کنکن اور چینیں بھی تو پہنچی ہے۔“

”مکمل سے کنکن اور چینیں پہنچنے کا شوق انہیں ہے اور رکشوں کے پیچھے موڑ سائیکلیں میں دوڑا۔“

”چھوپوں؟“

”جلدا بھفتائیں نکلیں ہی گیا۔“ دھمکیا پار کرنے کے بعد میں بودھ۔ آتے ہی میں نے وہ رکشہ تاک لیا۔ جس کے باہر نکلے چھپڑتے باتی کے دوئے کوئی نہیں نہ دوڑی سے پچھاں لیا۔ سارے راستے میں کو شش کر تارہ کر کسی سکھل پر رکشے کے ساتھ موڑ سائیکل کھڑی کر لیوں تھا کہ انہیں منانے کا مرحلہ آسان ہو اور انہیں واپسی گھر لے جائے میں سرخو ہو سکوں لیکن اس کو رکشوں میں ان کا گھر ایک جس وقت میں موڑ سائیکل سے اتر رہا تھا وہ دُبی کیٹھ چالی سے گیٹ کا لاک گھول رہی تھیں۔

”بایک! بُریں تو۔“

”تم کیا کرنے آئے ہو؟“ ان کا منہ پھولا ہوا تھا۔

”آپ کو لئے۔“ میں نے فیمن کو گود میں انھیا۔

”پھر سے ذیل کرنے۔“

”میں واقعی شرمند ہو گیا۔ حالانکہ مجھے یاد نہیں آ رہا تھا کہ کیا غصے میں میں نے واقعی حد سے زیادہ بکواس

جگ جایا کرتے تھے بہلچل بج جاتی تھی۔ اس بار ان کی آمد سے سوگ کی سی کیفیت چھانٹی۔ تیرراون تھاں سعیدہ بیگی نے اس فریبہاںی جان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی نہ ہم میں سے کسی کو احاجزت دی تھی اور وہ بھی ایسے بے غیرت اور دیہہ لئر نکلے کہ بلٹ کے یہوی بخوبی کونہ پوچھا۔ نہ امت یا پیغمبر تادے کا احساس یا مغدرت وغیرہ تو بستہ در کی بات تھی۔

”اے کس تک چلے گا سعیہ مدد امیں تو کہتی ہوں  
پے ابو تکبّات کرنے والوں سے اس فرے۔“  
”کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس شخص کی تکریب  
صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔ اپنے بچوں پے اس کا  
گندو سایہ بھی نہیں پڑے ورنہ چاہتی۔“

”جب وہی بھول چکاے تو شش کیوں یاد دیا جائی؟“  
 ”مدد انسی حرکتیں کیا ہی کرتے ہیں مگر  
 ”کیا مطلب کیا ہی کرتے ہیں؟“ بابی بپھر  
 لکھن۔

”کیا سب مردید کردار ہوتے ہیں؟ کیا سب بیویوں  
ل غیر موجودگی میں۔“

ان کے سوال میں شاید وہ سوال چھپا ہو اتحا جو وہ لکھتے  
ل و جہ سے زبان تک نہ لارہی گھیں۔ شاید وہ ان  
ب مردوں میں ابو کو شامل کر کے اسی سے جواب  
لب کر رہی گھیں۔ اسی سمجھے گئیں۔ اس لیے سر  
کا کرد گئی۔

”نہیں۔ سب نہیں۔ مگر کچھ ہوتے ہیں۔ یہ ایکا  
مولی بات نہیں سے“

تو انہوںی بات کیا ہوتی ہے؟ یہ انہوںی بات ہوتی کہ  
میں بھی میرے ساتھ ساتھ اپنے باب کو اس  
رت کے ساتھ اس حالت میں چھپتی ہوں یہ یکدم  
پ ہوئیں۔ آپ کا خیال ہے مجھے صرف شوہر کی

وہ وفایی کا درکھ ہے مجھے صرف اس کے جھوٹ اور  
اوکے پر غصہ ہے تو غصہ دو کہ اپنی جگہ مگر جیسے  
چھوٹے بھائی کے سامنے گھٹشوں تک کچھ میں  
سمی ہوں۔ وہ ذلت مجھے نہیں بھولتی۔ آپ لوگوں

بُلْدِنَه مَمْ اَنْهَلْ هَانْ بِالْيَلْسَا - بِمَلْ سَنَانَا  
اَنْهَلْ هَانْ بِنْدْ بِهَانْ - بِنْكَامَسْ  
اَنْهَلْ بِهَانْ اَنْ سَرْ - اَنْهَلْ وَالِي سَعِيْلَه  
بِهَانْ بِكَهْ - بِنْ اَنْ بِهَانْ ؟  
بِهَانْ اَنْهَلْ لِي هَانْ اَرْ مِنْ اَنْهَلْ كُو اَنْهَلْ  
لِي هَانْ بِهَانْ - بِهَانْ تَهْ كَهْ بِرْ خَلَافَ وَنَهْ تَهْ  
اَنْهَلْ بِهَانْ لَانْزُوسْ بِرِيكْ ذَاهَنْ هَوْ اَتَاهَنْ هَيْ  
بِهَانْ اَلِي زِيَاْتِي سَتْ اَنْهَلْ بِنْ كَهْ اَثَاسِدْ حَا  
لَانْهَلْ تَهْ - بِنْ كَهْ اَنْ كِي دِيرِانْ اُورْ زَخْيِي آَنْكَحْوُنْ مِنْ  
اَنْهَلْ تَهْ - بِهَانْ سَرْ دَانْ دَازْ مِنْ بَجْهَيْ دِيكَه  
اَنْهَلْ تَهْ - اَنْهَلْ تَهْ - كِيْرَنْ تَهْ كَلْسِرْ  
بِهَانْ اَنْهَلْ بِهَانْ اَنْهَلْ بِهَانْ اَنْهَلْ

لما مہم اتم مل جا رہے تھے۔  
۱۰۔ اب نہیں باتی نے بڑی آس اور اجازت طلب  
۱۱۔ سنتے دیکھا جیسے جواب کی توقع مجھ سے  
ہیں۔ یہ اپنی اپنی بار عرب حکم چلانے والی اور  
ان لی سب سے با اختیار فرد بھئنے والا میں اپنے  
۱۲۔ اسی شرمندہ تھا۔ آج میکے آنے کے لیے وہ بھائی  
املاحت کے میں اس کامنہ تک رہی تھیں۔ میرا  
تھے اکا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ میدان چھوڑ کے  
لیں۔ بھائی جان سے بغیر کسی سوال وجواب کسی  
ہے اُن کا تھا اتنا باتی کا بھی تھا۔ ان کے گھر چھوڑ کے  
ہیاں سے عالمہ اور گلزار سکتا تھا۔ لیکن اس وقت  
تھے کہ میں اپنی دمکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

”ما! تائیں نا۔ سالم کیوں پیک کر رہے  
ہیں؟ کیا مانا ہے؟“  
”ماں! کہ بس نا کھویں۔“ میں نے زمین کے  
لگاؤ اب دیا اور باتی کے ساتھ پیکنگ میں مد  
اوی فرش سے الماری سے نکالے کپڑے بیک  
”لے جاؤ۔“

اُن مُحْبِبٍ، کاندھے پر رکھ کے سکنے لگیں۔

## لڑکے

ہاڑے یہ یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھیں کہ  
چکھو دیکھ رہی ہیں وہ حقیقت ہے یا ان کا داہمہ۔  
باہر آکے میں نے منہ کھول کھول کے سانس لے  
ہوئے اس کے اثرات کو زائل کرنا چاہا جو اسی کہہ  
منظرنے میرے اندر جس کی صورت بھروسی تھی۔  
بچے کھلیل میں مگن تھے میرے سنتاتے ہیں  
اندر کی جانب لگے تھے جہاں فی الحال ایک سانان طارہ  
تھا۔ پھر ایک دھماکے سے دروازہ کھلا۔ میں نے مرٹا  
و ریکھنا گوارا نہ کیا۔ ہیل کی نک کنک بڑی تنیزی ایں  
افرا تنفسی کے عالم میں ابھری۔ کھلے بانوں والی ویسی ٹیک  
سی عورت کو شوخ لباس میں اسٹرپھائی جلن کی گازی کہ  
جانب پر ہتھے دکھ کر میں نے اپنا سخ دوبارہ بدلتا  
بچے کھلے کھلتے اب اس کی جانب متوجہ تھے۔

”یہ آئی کون ہے؟“ زرشن نے بھے سے سوال کیا  
”لیا۔!“ نعمان نے شاید بھائی جن کو دیکھ کے باہر  
آواز میں پکارا تھا۔  
پھر گاؤں اسارت ہونے کی آواز آئی۔  
”لیا۔! میں نے بھی جانتا ہے“ نعمان روئے کا  
میں نے مڑکے گاؤں چلاتے اسٹری بھائی جان اور ان  
برابر میں بیکھی اس عورت کو دیکھنے سے احتراز کر۔  
ہوئے نعمان، کوئی سننے سے لگتا۔

”پاپا! سیر کرنے جا رہے ہیں۔ میں نے بھی با  
ہے“ میں لے کر جاؤں مکانِ عمان کو۔ ہم باسیک پہ گوئی  
کرے۔

میں نے اس کے لئے بال سلاطے ہوئے کاہا  
لبھ میں کہا اور اس کا آنسوؤں سے بھرا گل جو میں لیا۔  
نجانے کیوں ہل یو جعل سا ہور باتھا۔  
آنسو امنڈ نے کوبے تاب ہور ہے تھے  
”امسا“ ام ”بھگ“۔

حیرت سے باپ کو جاتے ویکھتی زر میں اب پا  
ہوئے بھٹے سے کہہ رہی تھی۔ ورنہ ملے حیرت  
اے کم صم کر رکھا تھا کہ پایا ان دنوں کی جانب  
کیوں نہیں رہے۔

کردی تھی۔  
”سوری باتجی۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا اور میں نے  
آپ کو تو کچھ بھی نہیں کہا میں تو عقلاً ہست..“  
”عقلاً میری بیٹن ہے۔ ایک بیٹن سے بے زاری  
بے مطلب ہے کہ تم ہمتوں سے ہی بیزار ہو۔“  
”میں بیٹن سے بھیں۔ اس کے لئے سیدھے  
کاموں سے بے زار ہوں۔ میں تو۔“  
. غصہ اور جنگلہ استپھرے طاری ہو رہا تھا اس لیے  
میں چب ہو گیا کہ دوبارہ کچھ الناسید ہامنہ سے نکل نہ  
جائے۔ گیٹ تکمولنے کے بعد وہ اندر داخل ہوئیں اور  
کار پورچ میں گاڑی دیکھ کے حیران ہوئیں۔  
”مرے اسٹر آگیا۔ اتنی جلدی۔ ماں سے ملنے  
کا ٹکڑا اتنا تھا۔“ کر دے۔ اس اپنے تائون فلم۔“

بے درد بہیں ہے۔ یہ میکے آئیں تو تکمیل  
ہر ہفتے ویک اینڈ گزارنے والے میکے آئیں تو تکمیل  
مریانی سے اس فریحانی جان کو یہ جھوٹ مل جائی کہ وہ انوار  
کا دن شام تک اپنے میکے یعنی بھائی اور ماں کے ساتھ  
گزار سکتے ہیں۔ ابھی بھی وہ وہیں تھے اور رات کے  
کھانے پر سریل آئے کاروگرام تھے۔ واپسی پر یامی  
اور بکھر، اولے جانے کے لئے

”تھگر ان لوگوں نے آج آسانی سے جایں بخشی کر لی  
دی تھی تو ٹھگر آکے رہنے کی کیا ضرورت تھی سوہنے پلا  
آتا۔ بے کار میں رکشے والے کو ایک سو بیس روپے  
نے۔“

وہ بڑ رہا تے ہوئے اب میں دُور میں خپال لگا رہی  
 تھیں۔ بچے مختصر سے لان میں لکے جھولے بینہ کے  
 تھے اور میں باجی کے ساتھ ساتھ لگا تھا۔ مقصد اس فر  
 بھائی حان۔ یہ جتنا تھا کہ انہیں چھوڑنے میں خود ب  
 نفس تھیں آیا ہوں۔ یہ انی کی خاص تکید تھی کہ دادا  
 کو بھنکت نہ پڑنے پائے کہ باجی ناراض ہو کر رکشے میں  
 آئی ہیں۔

جسے ہی بھی سندرو از کھولا۔ اندر نکے منظر نے آ  
دونوں کو بھی جیسے ایک لمحے کے لیے نہیں میں گاؤ  
کے رکھ دیا۔ میں تو فوراً سبھل کر باتی سے نظریں  
حراتا کئی کترتا آیا ہر نکل گیا۔ جو ابھی تک آنکھیں



میں کیوں انثر شد تھیں۔ سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

”وے ایک بیٹی۔ ایک بیٹا۔“

”لماشہ اللہ، یتیاں اپنے گھر شوہر لور پچوں میں راضی ہوں، خوش ہوں۔ مل کتنا بلکا پھلکارہتا ہے۔ بن۔ میں نے بھی دنوں یتیاں بیاہ دی ہیں۔ ایسا اللہ ہے سرخرو ہو گئی ہوں۔ میں اب دنوں بیٹے ہیں۔“ یہ سنتے ہی سنتے بھی اپنا دھوڑ زیجیوں سے آزاد ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ شکر ہے اب ان کی نظریں مجھ پر نہیں۔ موناٹا پے نے اس کے نقوش کی دلکشی کو مجریح کر دکھا دیا ہے۔

”یہ کون پچی ہے؟“

ان ہی خاتون کی آواز آئی۔ اس بار کھلکھلا ہٹ کی آمیزش نہیں بلکہ تعجب کارنگ تھا۔

”میری سب سے چھوٹی بیٹی نبیلہ مخور تھے ایر میں ہے۔“

”اچھا۔ اچھا۔“

”میری دوسری بیٹی بھی شادی شدہ ہے۔ اس کا ایک بیٹا ہے۔ چھوٹا ہے ابھی۔“

”وہ نہیں آئی۔؟ حالانکہ چھوٹے پچوں کے ساتھ عی میکے آنے کی سولت ہے۔ ایک تو پچھے ہیاں اور خالا میں خوشی خوشی سنبھال لیتی ہیں دوسرا پھر اسکوں کے چھجھت شروع ہو جائیں تو کمال نکلا جاتا۔ ہے سوائے چھٹی کے دن کے تمہارے پچوں کی چیزیاں ہیں؟“

”نجی سمجھی چیز کے بعد ہوتی ہیں نا۔“ والی۔“

سب مجھلہ باقی نے گھبرا کے کما اور اٹھ کے دہا سے چلی آئیں۔ باہر نکلتے ہی این کامانہ بجھ سے ہوان ان کے چہرے کی رنگت زرد ہی اور آنکھوں میں آنسو۔

عقیلہ ڑالی لے کر اندر جا رہی تھی۔ ساتھ نبیلہ تھی۔ جس کی لچائی نظریں ڑالی آرکے فروٹ کا کھیل، فریش جوس، شامی کتاب چکن بیٹزا اور نکلسس۔ ہیں۔ وہ ڑالی خالی ہو کر باہر آنے کا انتظار نہیں کر لی تھی۔ ہمیشہ اندر بیٹھ کے مہمانوں کے ساتھ سب کچھ اڑاتی۔ اس بات پر مہمانوں کے جانے کے بعد ہمیشہ ایس پر بڑی لے دے ہوتی۔ گروہ کمال باز آنے والی تھی۔

”مجھ سے نہیں انتظار ہوتا اور بعض تو ایسے ندیدے اور پڑھو ہوتے ہیں کہ ایک کتاب تک نہیں چھوڑتے۔“ وہ منہ بسور کے توجیہہ پیش کرتی۔

”عجب ٹوگ تھے۔ کبھی سعیلہ کے بارے میں تفہیش، بھیڑ راحیلہ کے بارے میں تفصیلات لے رہے ہیں۔ بھی نبیلہ کے بارے میں سوال جواب ہو رہے ہیں۔ نہیں کچھ پوچھا تو عقیلہ سے۔ جس کے لیے رفتہ لینے آئے تھے۔“

ان کے جانے کے بعد ای نے ناگواری سے چایا۔

”مجھے تو لگتا ہے ہائم پاس کرنے آئی تھی یہ عورت۔ بعض ہوتی ہیں ایک تھامی کے اٹھ جانے والی۔ اللہ جانے بیٹا ہے بھی کوئی یا نہیں۔“ وہ سخت تنفس تھیں۔

”زنانے کا چلن ہی عجیب ہو گیا ہے۔ لوگوں نے رشتے دیکھنے کے عمل کو بھی نشسل بیٹھا ہے۔“ بُو بھی یاوس تھے۔

”ای! میرا خیال ہے،“ بُو ٹھیک کہتے ہیں۔ مجھے اپنے گھر واپس چلے جانا چاہیے۔“

بھیلہ یاچی جو اس ساری دلکشی کے دوران میں یہ بیٹھی تھیں۔ بولیں تو بالکل ہی الگ بات۔

"ہیں!" امی بھونچکی رہ گئیں۔ "مگر اچانک یہ  
فیصلہ۔"

"اچانک نہیں۔ بہت دیر سے غور کر رہی تھی۔

تب سے جب سے یہ محمدن عورتیں آئی گئیں۔ ان  
کے آنے کا مقدمہ خود جو بھی ہو۔ انہیں عقیلہ پسند آئی ہو۔ بو

یانہ آئی ہو۔ لیکن یہ بھض ایک اشارہ تھا۔ بھجے یہ  
سمجھانے کے لیے کہ جب تک میں یہاں ہوں، ان میں

سے کسی کا رشتہ نہیں ہو سکے گا۔ کوئی ایسی اڑکی کو بھو  
پناہ پسند نہیں کرتا۔ جس کی بڑی بُنیا پناہ گزیر چھوڑ کے

پسکے بیٹھی ہو۔ چاہے اس کی وجہ بُنیٰ بھی ہو، کسی بھی  
مگر کے نوٹے کا ذمہ دار عورت کو ہی سمجھا جاتا ہے۔

میرے لیے اسٹر کے ساتھ رہنا اسے معاف کرنا اسے  
برداشت کرنا بہت مشکل ہے۔ مگر میں خود مشکل سے

لوں گی۔ اپنی وجہ سے اپنے بُنیا بھائی کے لیے کوئی  
مشکل نہیں کھڑی کروں گی۔ صرف نبیلہ اور عقیلہ کی

بات نہیں ہے۔ کل کو ہمیوں کے رشتے میں بھی کسی  
مسئلے کھڑے ہوں گے۔ کون اپنی بیٹی ایسے مگر بھیجا۔

چاہے گا، جہاں ایک نند پھول سمیت مستقلًا  
برا جان ہو۔ اس لیے میں نے واپس جانے کا فیصلہ  
کر لیا ہے۔"

"لیکن میں تمہیں ایسے نہیں جانے دوں گا۔"  
"ابو! آپ سی توکتے تھے کہ۔"

"بہ۔ میں چاہتا تھا کہ تم اپنے گھر ملی جاؤ۔ مگر  
اس طرح نہیں۔ جس کی وجہ سے تم مگر چھوڑنے پر  
مجبور ہوئی، اسے معانی مانگ کر تمہیں خود واپس لے  
جانا چاہے۔"

"ابو! تھیک کہہ رہے ہیں باتیں! میں بھی اس حق  
میں نہیں کہ آپ مجبوراً واپس جائیں۔ مجھے صرف

آپ کی اجازت چاہیے تھی۔ میں اسٹر بھائی جان کو  
مجبور کروں گا، یہاں آنے کے لیے اور آپ سے مغلن  
مانگنے کے لیے۔ دیکھتا ہوں کیسے وہ۔"

"چُپ رہو ہمایوں! یہ معاملے طیں میں آکے  
نہیں نہشائے جاتے"۔

ای کو میرے تیوروں سے خوف آیا۔

"میری اور تمہارے ابو دنوں کی رائے شرعاً  
بے سی رہی ہے کہ اس معاملے میں اسٹر کی والدہ اور  
بڑے بھائی کو شامل کیا جائے۔ دیکھتے ہیں وہ کیا کہتے  
ہیں۔"

"ہمیں! آپ نہیں جانتیں ان کو۔ تو بیٹی کی سانسی  
ہی لیں گے اور میری ساس سود تو اس کا میں کی اسغرا  
کر سمجھے طلاق ہے۔"  
"زمانے تو دو بیٹی! اگر انہوں نے اپنی اصلیت  
وکھالی تو ہم بھی اگلا قدم سوچ سمجھ کے انہماں گے۔"



اگلے دن اس سے پہلے کہ ای ابوبال فون کرتے  
ان بیٹیں کہہ خاتون کا فون ہلیا، جو عقیلہ کے مسلسلے میں  
آئی تھیں۔ انہیں اپنے بیٹے کے لیے عقیلہ پسند آئی  
تھی۔ صرف ایک شرط ہی تھی ان کی۔ انہیں ایک  
نہیں دو، دو رشتے چاہیے تھے اس مھر سے۔  
بھی نہیں۔ ان کی اظر بھی سمجھے۔ کیسے تھی۔ بلکہ  
انہیں اپنے دوسرے بیٹے کے لیے بیکلہ کا رشتہ چاہیے  
تھا۔

### سب حیران تھے

میں نے تو باقاعدہ ان خاتون کی ذہنی حالت پر شبہ  
بھی ظاہر کر دیا، جو ہزار نے بے بیڑا نا سور کو اپنے گھر کی  
زندگی بنتا چاہتی تھیں۔ میرے اس انہما رائے پر  
نبیلہ نے براہم کر بھاں بھاں کرتے ہوئے روٹا شروع  
کر دیا۔ سب سمجھے لعن طعن کرنے لگے۔  
خیر، وہی ہوا جو ایسے معلموں میں اس سے اگلے  
مرحلے میں ہوا کرتا ہے۔ ہماری جانب سے میکر، ای  
اور سمجید باتیں ان کے ہاں لڑکا۔ بلکہ لڑکے دیکھنے  
کرنے

عقیلہ کے لیے جس کا رشتہ آیا تھا، وہ ایک انہما میں  
سالہ بے حد خوش گفتار اور دوستانہ مراجع کے حوال  
لڑکا تھا، کسی کپیوڑ فرم میں اچھے عمدے پر فائز۔  
چھوٹا بھائی جس کے لیے بنیذہ کا ہاتھ طلب کیا گیا  
تحا وہی اپنے کے بعد والد کے بڑیں میں ہاتھ بٹا رہا تھا

"اللہ یہ نہ۔ بہرہ مل ایسا یہ۔ سمجید واقعی  
اویس۔ ماننا پسند نہیں کرتی تھی۔ اس کا انہما وہ  
اویس نہیں کی اپنے بارے پیکی ہے۔"  
"اپنے اپنے یہ بھائیوں کے سر شرم  
اویس۔ اب وہ اب مامنی نظروں سے انہیں دیکھے  
اویس۔

